۴۸۶

نعرۂ بے باک

فخرِ قوم و ملت حضرت اے محمد سیٹھ صاحب مدظلہ العالی ایم ایل اے میسور

کی

وہ معرکۃ الآرا تقریر

جو آپ نے

بروز پنجشنبہ ۳ اپریل ۱۹۵۸ء کو

میسور لیجسلیٹو اسمبلی

میں فرمائی ہے

بغرض افادہ پیش کی جارہی ہے

پیش کنندہ

الحاج سید عبدالحی سابق مدیر اخبار صداقت بنگلور

الکلام برقی پریس بنگلور سٹی

۷۸۶

اِن اوراق میں فخرِ قوم و ملّت حضرت اے۔ محمد سیٹھ صاحب مدظلہ العالی یم۔ یل۔ اے کی وہ معرکتہ الآرا تقریر پیش کی جارہی ہے جو صاحب موصوف نے ۳ / اپریل ۱۹۵۸ء کو میسور لیجسلیٹیو اسمبلی میں فرمائی ہے۔

محترم سیٹھ صاحب قبلہ کی ذاتِ گرامی اور آپ کی پچاس سالہ ملکی، ملّی، مذہبی، اصلاحی سماجی، سیاسی خدمات محتاجِ تعریف و تعارف نہیں ہیں۔ آپ کی خدمات آنے والے مورّخ کے لئے قابلِ فخر سرمایہ ہے۔ ریاستِ میسور کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ سیٹھ صاحب "اظہارِ حق" میں شمشیرِ بے نیام ہیں اور حق بات کہنے میں اور حق کے منوانے میں اور حق کی حفاظت میں، حق کی حمایت میں وہ کسی بڑی سی بڑی طاقت سے مرعوب نہیں ہوتے۔ آپ کی بے باک صداقت اور بے لوث خلوص ایک مانی ہوئی صداقت ہے۔ دل اور زبان کی ہم آہنگی سیٹھ صاحب کی حق گوئی کا معیار ہے۔

اگر ملک میں اس قسم کے جذبے باک حق گو پیدا ہو جائیں تو بہت سے سیاسی بازیگر اپنے اپنے پینترے بدلنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

حضرت سیٹھ صاحب کی تقریر میں بہت سی ایسی حقیقتیں منکشف ہیں جن پر اربابِ حکومت و سیاست کو توجہ کرنی چاہیئے۔

چونکہ "نمائندہ" عوام کے جذبات و مطالبات کا ترجمان ہوتا ہے اور خالق و مخلوق کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے۔ اس لئے ہمارے نمائندوں کو چاہیئے کہ وہ ظرفِ ضمیر کی پوری صداقت و بیباکی کے ساتھ اظہارِ حق کریں۔ چنانچہ اس تقریر میں حق گوئی کا پوری پوری طریقے سے اظہار کیا گیا ہے۔ اس تقریر میں کیا ہے اور کیا نہیں ہے؟ اس کے لئے میں دیر تک آپکے اشتیاق کو انتظار میں رکھنا نہیں چاہتا اس لئے ورق الٹیے اور آپ ہی فیصلہ کیجیے

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

دُعا ہے کہ اللہ ربّ العزت ملک و ملّت، قوم و وطن اور انسانیت و جمہور کی خدمت کیلئے جناب سیٹھ صاحب کو سلامت رکھے اور یہ حق کی آواز ہمیشہ گونجتی رہے

امیرِ قافلہ سخت کوش و پیہم کوش
کہ در شریعتِ ما حیدری و کرّاریست

الحاج سیّد عبدالحیؒ
سابق مدیر اخبار صداقت بنگلور

عوامی مفاد کو پارٹی کے مفاد پر قربان نہیں کیا جا سکتا

مسلمان وطن کی خدمت اور حفاظت میں سب کے برابر شریک ہیں

ہم احسان کا جواب احسان سے اور انصاف کا جواب انصاف سے دیں گے

میری آواز مسلمانوں کے دل کی دھڑکن ہے

سچی لادینی حکومت ہماری ماڈل اسٹیٹ کو قابلِ فخر بنا دیگی

میسور لیجسلیٹو اسمبلی میں جناب اے محمد سیٹھ صاحب ایم ایل اے کی معرکتہ الآرا تقریر

محترم جناب اسپیکر صاحب!

کاغذ پر آمد و خرچ کی شعبدہ گری

اس موقعہ پر مجھے اجازت دیجئے کہ جس طریقہ سے وزیر مالیات نے یہ بجٹ پیش کیا ہے اس کے لئے میں ان کو مبارکباد دوں۔ انہوں نے کاغذ پر آمد و خرچ کی شعبدہ گری کی ہے اس پر مجھے افسوسناک حیرت ہے۔ بجٹ میں آمدنی کو خرچ سے بڑھکر جو دکھایا ہے اس میں فریب تخیل کے سوا اور کیا کہہ سکتا ہوں۔ ممکن ہے یہ بجٹ گذشتہ سال کے غلط اعداد و شمار کی روشنی میں تیار ہوا ہو۔ یا ان دونوں طریقے سے کام لیا گیا ہو۔ قابل وزیر نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ریاست میں ملک کی اقتصادی ضروریات کو سمجھنے کی صلاحیت کا فقدان ہے اس اعتراف کے باوجود انہوں نے ملک کے لیڈروں کے اشاروں پر یہ بجٹ پیش کیا ہے جو ریاستی ضروریات پر کفتی نہیں ہے۔ اس طرح وزیر موصوف نے اپنی ذمہ داری اور اپنے احساسِ فرض سے سخت غفلت برتی ہے۔

بجٹ اُمید افزا نہیں

معزز وزیر مالیات نے اس بات کا کھلے طور پر اعلان کیا ہے کہ بجٹ میں تین کروڑ روپیہ کے خسارے کو ریاست کے ترقیاتی تجاویز سے پُر کیا جائے گا اور چھ کروڑ روپیوں کی مزید کمی کیلئے فینانشیل کمیشن بھی مرکز کو سفارش کریگی۔ تاکہ یہ کمی پوری کیا جا سکے۔ میرے خیال میں وزیر موصوف نے یہ بجٹ ریاست کے معاشی حالات کے غلط اندازے یا لیڈر کے حکم کی تعمیل میں بنایا ہے۔ اس بناء پر یہ بجٹ اُمید افزا نہیں ہے۔ اور یہ نہ تو ریاست کی معاشی ضروریات کو پورا کرتا ہے اور نہ ریاست کے باشندوں کی حاجت بر لاتا ہے۔ وزیر موصوف کے خیالات کا عکس گورنر صاحب کی تقریر میں جھلک رہا ہے۔ گورنر صاحب نے اپنے اڈریس میں فرمایا ہے کہ یہ اجلاس لازمی

طور پر بجٹ مستحسن ہے کیونکہ اس میں صرف مطالبات پر غور ہوگا اور ہم سب کو "ہاں" کہکر ان مطالبات کو منظوری کی صورت میں تبدیل کرنا ہوگا۔ اسکے باوجود میں بجٹ کے دو ایک پہلوؤں پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔

ریاست پر قرضہ جات کا بار بڑھ رہا ہے

معزز وزیر موصوف نے بتایا ہے کہ ہمارا عوامی قرضہ 33,14,12,68 روپے تک پہنچ چکا ہے گویا مستقل قرضہ 4,33,14 روپیے کا ہے۔ یہ اندازہ آبادی کے اسی تناسب پر مبنی ہے جو اسٹاٹسٹک ڈپارٹمنٹ (محکمۂ اعداد و شمار) نے پیش کیا ہے۔ یہیں پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ اعداد و شمار بجائے مغربی طریقے پر یعنی ملینس میں پیش کرنے کے بجائے ہندوستانی اصطلاحات ہزار، لاکھ، کروڑ کے پیش کرنے کے اعداد میں پیش کیا جائے۔ تاکہ عوام اس کو آسانی سے سمجھ سکے۔ کیونکہ اعداد و شمار کے مطابق اس ریاست کے ہر فرد کی آمدنی ۹/12 روپیہ ماہانہ ہوتی ہے۔

دیہاتی قرضداری کا یہاں ذکر ہی پیش نہیں کیا گیا ہے ورنہ آمدنی سے بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے اور ہر شخص قرض کے بوجھ سے دب جاتا ہے جس کو وہ کبھی ادا نہیں کر سکتا۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم ایک مقروض قوم ہیں اور آمدنی کے ذرائع کے بغیر اپنے قرض کے بوجھ میں اور بھی دبے چلے جا رہے ہیں۔

آمدنی کے ذرائع ہائی کمان کے احکام کے مطابق بنائے جا رہے ہیں اور ان احکام کی تعمیل کیلئے فوری ضروریات کو نظرانداز کیا جا رہا ہے۔ ریاستی پلان کے لیے روپیہ نہیں ملتا لیکن ریاست کے باہر ان پلان کی تکمیل کے لیے روپیہ نہایت بیدردی کے ساتھ پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے۔

دوسرے پنجسالہ پلان میں رقم کا نامناسب استعمال

دوسرے پنجسالہ پلان کیلئے ہر سال خرچ گھٹا دیا جا رہا ہے اس سلسلے میں جو روپیہ ہر سال نکالا جاتا ہے اس کے درمیان فرق بڑھتا ہی جاتا ہے جس سے پلاننگ کی خامی کا اظہار ہوتا ہے اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے جو چھوٹی موٹی رقم دی جاتی ہے ریاست والے اس کا صحیح استعمال تک نہیں جانتے۔

پیاسنجروں کے عوض لاریوں پر ٹیکس ڈالا جائے

ہمارے آمدنیات کو بڑھانے کیلئے یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ بس پیاسنجر ٹیکس میں فیصدی اضافہ کر دیا جائے۔ میرے خیال میں یہ تجویز غیر مفید ہے کیونکہ اس سے سرکاری بسوں کی مقبولیت گھٹ جائیگی مسافروں پر بیجا بار پڑے گا۔ اور عوام کو خواہ مخواہ پریشانی اٹھانی پڑیگی۔ اسلئے میری تجویز ہے کہ بجائے اسکے لاریوں کے ذریعہ مال کی جو آمد و رفت ہوتی ہے اس پر فی من مناسب ٹیکس لگایا جائے اس سے بس کے مسافروں کو تکلیف دئے بغیر حکومت کو کافی آمدنی ہوگی۔

بس کے ٹکٹوں کے ری فنڈ کے طریقے میں ترمیم کی ضرورت

یہاں میں یہ تجویز بھی پیش کرنا چاہتا ہوں کہ بس ٹکٹ کے ری فنڈ کے سلسلے میں موجودہ طریقہ نہایت ہی غیر مناسب ہے کیونکہ اگر کوئی شخص ٹکٹ ریزرو کرانے کے بعد کسی وجہ سے سفر نہ کر سکا تو اسے کینسل کرانا اور ڈرائیور سے نان ٹراولنگ سرٹیفکیٹ حاصل کرنی پڑتی ہے اسکے لیے جس قدر دشواریاں پیش آتی ہیں ان کا اندازہ کرنا آسان نہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ تجویز کس قدر ناقابل عمل ہے

چنانچہ میری تجویز ہے کہ بس ٹکٹ کا بھی فنڈ اسی طرح ہونا چاہیئے جس طرح ریلوے ٹکٹ کا بھی فنڈ ہوتا ہے۔

میں ایک اور تجویز بھی پیش کرتا ہوں کہ جس طرح ممبران پارلیمنٹ کو ریلوے سفر کیلئے فری پاس دی گئی ہے اسی طرح سے ہماری ریاستی اسمبلی کے ممبروں کیلئے بھی ریل اور موٹر بس کی فری پاس حدودِ ریاست کے لئے فراہم کیئے جائیں تاکہ ہم بھی ریاست بھر کے حالات کا جائزہ اور معائنہ کر کے ان کی ضروریات کو حکومت کے روبرو پیش کر سکیں۔

میوہ جات پر ٹیکس ڈالنے کی ضرورت نہیں

ایک اور تجویز یہ ہے کہ میوہ جات پر سیلس ٹیکس بالکل نہ لیا جائے کیوں کہ یہ عیش و آرام کی چیزیں نہیں ہیں۔ قیمتوں کے بڑھ جانے کی وجہ سے عوام اس سے محروم ہو چکے ہیں اب بہت کم لوگ میوہ کھاتے ہیں (جب غذا ہی نہیں مل رہی ہے تو میوہ کا تصور ہی غلط ہے) اب میوہ جات صرف بیمار، بچے اور بوڑھے ناگزیر صورت میں استعمال کرتے ہیں۔ یہ واقعہ ہے کہ ہندوستان بھر میں سوائے ہماری ریاست کے میوہ جات پر سیلس ٹیکس کہیں نہیں لگایا گیا ہے۔ اگر یہ ٹیکس قائم رہیگا تو اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ میوہ جات دوسرے ان علاقوں میں چلے جائیں گے جہاں ٹیکس نہیں ہونگے۔

ریاست کی مالی آمد کا نقصان

ریاست کا مالیاتی الحاق مرکز سے ہونے کے بعد ہماری ریاست ریلوے آمدنی سے محروم ہو گئی ہے لیکن ننجن گڑھ۔ چامراج نگر ریلوے لائین جو ڈسٹرکٹ بورڈ ریلوے تھی اس سے ڈسٹرکٹ بورڈ آج بھی فائدہ اٹھا رہا ہے اور سدرن ریلوے والے اس آمدنی کا ۵۰ فیصد حصہ آج بھی ڈسٹرکٹ بورڈ کو دے رہے ہیں۔ ریاست سے ریل کے چھن جانے کی وجہ سے حکومت کو جو نقصان ہو رہا ہے اس کا تصور بھی بھیانک ہے۔ میسور ریلوے ملازمین کو بڑی حقارت سے دیکھا جا رہا ہے۔ میسوریوں کو گزیٹیڈ اور نان گزیٹیڈ ملازمتوں سے محروم ہونا پڑا۔ ہمارے پارلیمانی ممبر جب بھی ان کے مفاد کا سوال اٹھاتے ہیں تو مرکزی دیکھو سنٹرل سرد مہری سے جواب دیتی ہے۔ ریاستِ میسور میں ریلوے کو کوئی ترقی نہیں دی جا رہی ہے۔ نہ تو نئی لائینیں بنائی جا رہی ہیں اور نہ نئی سروسیس ڈالی جا رہی ہے۔ ایک جنرل منیجر سات ہزار میل والی لائینوں کی نگرانی کر رہا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ٹرینوں کی سروس قابلِ اطمینان نہیں رہی۔ آمد و رفت کے اوقات کا کوئی بھروسہ نہیں رہا۔ ہر دن کوئی نہ کوئی حادثہ ضرور ہوتا ہے۔

میسور میں ریلوے ورکشاپ کی ضرورت

جہاں تک ریلوے ورکشاپ کا تعلق ہے تمام نئے سامان پر میسور کے ورکشاپ یا گولڈن راک کے ورکشاپ میں مہیا کیئے جاتے ہیں اور پرانی مشنری سب کی سب ہبلی یا میسور بھیجدیا جاتا ہے۔ جدید مشنری والی کوچ بنگ فیکٹریاں جن کی مالیات کا اندازہ 30 یا 35 کروڑ روپیہ ہو سکتا ہے سب کی سب میسور سے باہر قائم ہیں میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں جبکہ شمال و مغرب میں نئے زون قائم کیئے جا رہے ہیں تو میسور کے لئے بھی مرکز سے ایک زون کے قیام کا مطالبہ کیا جانا چاہیئے اور اس کا صدر مقام میسور ہی ہو کیونکہ شہر میسور میں ریلوے زون کے لئے تمام سہولتیں مہیا ہو سکتی ہیں۔

ریاست کی سمندری تجارت کو فروغ دو

ریاست کے مغربی ساحل کی پٹی کی ترقی کے لئے مرکزی حکومت نے کوئی توجہ نہیں دی جس کی وجہ سے سمندری تجارت کے فوائد سے ریاست محروم ہے۔ مرکزی حکومت دیگر بندرگاہوں کیلئے کروڑہا روپیہ صرف کر رہی ہے۔ مگر ریاست کی ایک بھی بندرگاہ کی تعمیر و ترقی کے لئے کوئی توجہ نہیں دی جا رہی ہے ورنہ حکومت کو آمدنی میں کافی اضافہ ہو سکتا تھا اور ہو سکتا ہے۔

ہنڈیوں پر ٹیکس کا ڈالا جانا ضروری ہے

ریاست کی مالی حالت کو سدھارنے کا ایک یہ طریقہ بھی نہایت کارآمد ثابت ہوگا کہ تجارتی لین دین کے لئے ہنڈیوں کے ذریعہ بنک سے جو رقم لی جاتی ہے اس پر ایک مناسب ٹیکس لگایا جائے اس سے ریاستی مالیات میں کافی اضافہ ہوگا۔ اگر حکومت میری ان تجاویز کو منظور کرے تو مجھے یقین ہے کہ ریاست کو کافی فائدہ ہوگا۔ ان آمدنیوں کے پیش نظر عوام کی ضروریات خورد و نوش پر جو سیلز ٹیکس لگایا گیا ہے اُسے بالکل منسوخ کر دیا جائے۔ کیونکہ غذا زندگی کا ضروری جزو ہے مجھے اس بات کا بے حد دکھ اور افسوس ہے کہ حکومت بجائے کھانے کی چیزوں سے سیلز ٹیکس کم کرنے کے ریس اور جوتے پر ٹیکس کم کر رہی ہے۔

غیر نفع بخش محکموں کو بورڈوں کے حوالہ کر دو

لائف انشورنس کارپوریشن میں مندھرا کا معاملہ ایک نہایت ہی حیرت انگیز واقعہ ہے اور اس کی وجہ تجارتی اداروں میں حکومت کی بیجا مداخلت بتائی گئی ہے۔ اس لئے جن اداروں سے حکومت کو خاطر خواہ فائدہ نہیں ہو رہا ہے انہیں بورڈوں کے حوالے کر دیا جائے تاکہ سرکاری مداخلت کم ہو اور حکومت نقصان سے بچ جائے۔

نیز ہماری ریاست میں بہت سے مندھرا مختلف طریقوں سے کام کر رہے ہیں حکومت کو چاہیئے کہ ان پر کڑی توجہ رکھے اور ان کی کارستانیوں کو منظر عام پر لائے تاکہ ہماری ریاست تباہی سے بچے۔

میونسپل الکشن کے طریقۂ کار میں ترمیم کی ضرورت

ایک اور اہم امر جس پر میں حکومت کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ سٹی میونسپل الیکشن میں حکومت مداخلت کرنے لگی ہے سٹی میونسپالٹیوں میں پچاس سال کے غور و خوض کے بعد جو وارڈ سسٹم رائج کیا گیا تھا اُسے اچانک طور پر ڈویژن سسٹم میں تبدیل کر دیا گیا ہے اس کے لئے نہ تو سٹی میونسپالٹی سے مشورہ لیا گیا اور نہ عوام سے رائے لی گئی۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب اپنی پارٹی کے مفاد کے لئے کیا گیا ہے اور عوام کے مفاد کو پارٹی کے مفاد پر قربان کر دینا کہاں تک درست ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ سٹی میونسپالٹیوں میں وارڈ سسٹم کو رائج کر دیا جائے۔

سیکولر حکومت میں مسلمانوں کی کسمپرسی اور مجبوری

آخر میں مجھے یہ کہنا پڑتا ہے، اور نہایت ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ حکومت کی سیکولر لادینی پالیسی فرقہ واری کی صورت میں ایک پردہ سا بنی ہوئی ہے۔ ریاست میسور میں زندگی کے ہر میدان میں اور حکومت کے ہر شعبے میں مسلمان مجبور اور کمزور ہوتے جا رہے ہیں۔ انہیں تناسب کے لحاظ سے بھی کافی ملازمتیں نہیں مل رہیں۔ حکومت انہیں کمانے اور جینے کے موقعے نہیں دیتی۔ ان سے انصاف نہیں کیا جاتا۔ مسلم طلباء کو کالجوں میں داخلہ نہیں ملتا، مثلاً میڈیکل کالج۔ انجینیرنگ اور ٹیکنیکل کالجوں میں دو ایک طلباء کو داخلہ دیا جاتا ہے۔ پھر ان کو پہلے جتنے اسکالرشپ اور فری شپ دئے جاتے تھے، اب ان میں بھی کافی گھٹاؤ ہو چکا ہے۔ ملازمتوں میں تو اب مسلمان بہت ہی کم ہو چکے ہیں اور ان کے ساتھ سلوک بھی اچھا نہیں ہو رہا ہے۔ تجارت اور کسب میں ان کے لئے مواقع گھٹتے جا رہے ہیں۔

مسلم اوقاف پر حکومت کی زبردستی

کہیں ان کے قبرستانوں پر حکومت نے زبردستی قبضہ کر لیا ہے۔ تو کہیں مسجدوں اور یتیم خانے کی جگہ چھین لی گئی ہے۔ نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ ریاست میں مسلمان مجبور اور مایوس ہوتے جا رہے ہیں۔ میں حکومت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ کیا یہی سیکولر نظام ہے؟ کیا یہی آئینی حکمرانی ہے؟ کیا اسی کا نام انصاف ہے؟ حکومت کو یاد رکھنا چاہیئے کہ مسلمان بھی اس ریاست کا ایک قابلِ ذکر اور ناقابلِ فراموش حصہ ہیں۔ حکومت نہ تو ان کے مفاد سے بے اعتنائی کر سکتی ہے، اور نہ ان کے جائز حقوق سے محروم کر سکتی ہے۔

مسلمانوں کے ساتھ رواداری اور مساوات برتو

ہم ریاست کے مسلمان اسی زمین میں پیدا ہوئے ہیں یہیں جینے اور بسنے ہیں۔ اور یہیں مریں گے۔ اور وطن کی خدمت اور حفاظت میں ہم تمہارے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ میں انسانیت کے نام پر مطالبہ کرتا ہوں کہ حکومت اور حکومت کرنے والی جماعت ہم سے برابری کا سلوک کرے اور ہماری آبادی کے تناسب پر ہمارے حقوق اور ہماری زندگی کو مانے۔ "جیو اور جینے دو" کے اصول پر عمل کرے۔ ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں چاہتے۔

ہم احسان کا جواب احسان سے اور انصاف کا جواب انصاف

ہی سے دیں گے۔ میں اپنے مسلمان بھائیوں کے جذبات اور حالات کو
آپ سے بہتر سمجھتا ہوں۔ میری آواز مسلمانوں کے دل کی دھڑکن ہے۔
میں اپیل کرتا ہوں کہ حکومت مسلمانوں سے انصاف اور نیک [illegible] میں چاہتا ہوں کہ وہاں
سب بھائی سچی لادینی اور بالکل غیر فرقہ وارانہ حکومت قائم ہو۔ تاکہ ہماری ماڈل ریاست قابل فخر
اور نیک نام ثابت ہو۔ مجھے امید ہے کہ حکومت میری تجویز پہ ٹھنڈے دل سے غور کرے گی۔ خدا کرے
کہ ملک کے بُرے دن جلد دِلوں سے بدل جائیں ؎

چمن میں تلخ نوائی مری گوارا کر
کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کارِ تریاقی

BY AIR MAIL

BOOK POST.　　۱۳۲۸۴

TO
Dr. Syed Mohayedin Saheb Khadri,
Zore,
Rahat Manzil, Khairatabad,
HYDRABAD Deccan

d Sait
...ba Road
MYSORE 1